قدیم فقہی تفسیر

احکام القرآن

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی

عمر رضا کحالہ اور خطیب بغدادی کے مطابق جصاص کا پورا نام ابو بکر احمد ابن علی الرازی ہے ۔ (۱) جصاص لقب کے طور پر آپ کے نام کا حصہ بن گیا ۔ جصاص 'فعال کے وزن پر اسم مبالغہ کا صیغہ ہے ' جس کے معنی چونا یا چوناگر کے ہیں ۔ خود آپ کا یا آپ کے اجداد میں کسی کا پیشہ ہوگا اس کی نسبت سے جصاص مشہور ہوگئے ۔(۲) عرب معاشرے میں اور بعد میں اسلامی معاشرے میں یہ بات عیب یا توہین کی نہیں سمجھی جاتی تھی کہ کسی شخص کا کیا پیشہ ہے ۔ عہد اول کے علماء 'انبیاء کے طریقے اور سنت پر چلے 'انہوں نے اپنی معاشی کفالت کے لئے مختلف پیشے اختیار کئے ۔ اسی مناسبت سے کوئی جصاص کہلاتا 'کوئی بزاز 'کوئی عسال کوئی قدوری اور کوئی غزالی 'تدریس علم اور تبلیغ دین کو انہوں نے اپنی آمدنی کا ذریعہ نہیں بنایا ۔ امام ابو حنیفہ کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے ۔ اپنی محنت اور ذہانت سے کمائے ہوئے سرمائے سے دین کی ایسی خدمت کی جو رہتی دنیا تک قائم رہے گی ۔

جصاص فقہ حنفی کے بڑے ترجمان تھے اس لئے حنفی کہلائے ۔ رازی کہنے کی وجہ بعض اہل علم نے یہ بیان کی

کہ فارس کے شہر "رے" میں پیدا ہوئے ۔(۳) بعض تذکرہ نگاروں نے کہا کہ جصاص کی جائے پیدائش بغداد ہے ۔ (۴)

بعض اہل علم نے جصاص اور رازی کو دو مختلف شخصیتیں سمجھا "جو لوگ جصاص اور رازی کو دو مختلف شخصیات سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں ' یہ ایک ہی شخصیت کی دو نسبتیں ہیں"۔(۵)

بات یہ ہے کہ جصاص ۳۰۵ ہجری میں "رے" میں پیدا ہوئے ' بغداد اس وقت آئے جب آپ کی عمر انیس برس تھی ۔ بغداد میں آپ امام ابو الحسن کرخی کے حلقہ تلمذ میں شامل ہوگئے (۶) ۔ کرخی کا شمار فقہ حنفی کے آئمہ میں تھا ۔

ابن ندیم کے مطابق ابو الحسن کرخی عظیم فقیہ تھے ۔ اس دور کے ممتاز فقہا اور علماء مختلف علمی اور فقہی مسائل میں ان سے رجوع کرتے تھے ۔اظہار رائے میں بہت نڈر اور بے باک تھے ۔ بلا خوف لومتہ لائم اپنے موقف کا اظہار کرتے تھے ۔(۷)

جصاص نے علوم فقہ میں ان سے بھرپور استفادہ کیا اور ان کی وفات (۳۴۰ ھ) کے بعد ان کے علمی جانشین بنے ۔ بغداد میں علمائے احناف نے آپ کو اپنا امام تسلیم کیا ۔ علم حدیث الحاکم نیشاپوری سے حاصل کیا اور ان سے استفادے کی خاطر کچھ روز نیشاپور میں قیام کیا ۔(۸)

حدیث اور فقہ کے علاوہ علوم تفسیریہ بھی آپ کو کامل دسترس حاصل تھی ۔ جس کا ثبوت ان کی سب سے اہم اور ضخیم کتاب "احکام القرآن" ہے ۔

بغداد کے خلیفہ مطیع اللہ کی طرف سے دو مرتبہ آپ کو قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے دونوں مرتبہ اپنے امام الفقہ ابو حنیفہ النعمان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے معذرت کی ۔(۹)

آپ کی یہ معذورت بجا تھی ۔ اگر عہدہ قضاء کی ذمہ داریاں قبول کر لیتے تو شاید احکام القرآن جیسی نابغہ روزگار کتاب کی تالیف آپ کے لئے ممکن نہ ہوتی اور اہل علم آپ کے ان تفسیری اور فقہی علوم سے محروم رہتے جو قدرت نے آپ کو ودیعت کئے تھے ۔

طبیعت میں بہت اعتدال تھا ' دوسروں کی آراء کا احترام کرتے اور اپنی آراء کی صحت پر اصرار نہیں کرتے تھے ۔ مزاج کے اس اعتدال اور میانہ روی نے آپ کی ذات کو اہل علم کے مختلف طبقوں کی نظر میں قابل احترام بنا دیا تھا ۔ اہل حدیث اور اہل رائے کے درمیان کوئی علمی مناقشہ ہوتا تو ثالثی کے فرائض انجام دیتے ۔(۱۰)

حدیث اور تفسیر کی بہ نسبت فقہ سے جصاص کی وابستگی زیادہ گہری تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کی اکثر کتب کا تعلق فقہ اور اصول فقہ سے ہے ۔ قرآن حکیم کی تفسیر لکھی (احکام القرآن ' جوکہ ہمارا موضوع سخن ہے) وہ بھی روایتی تفاسیر کے اسلوب سے ہٹ کر خالص فقہی انداز میں لکھی اور صرف ان آیات کو موضوع بحث بنایا جن سے فقہی احکام ومسائل اخذ و مستنبط ہوتے تھے ۔

تذکرہ نگاروں نے جصاص کی مولفات کی تعداد نو (۹) بتائی ہے ' ان میں سے اکثر کا تعلق فقہ سے ہے (جیسا کہ ابھی عرض کیا) ۔

۱ : اصول الجصاص ۔ یہ کتاب دو ناموں سے معروف ہے ۔

اس کا دوسرا نام "الفصول فی الاصول" ہے ۔

۲ : شرح الجامع الکبیر ۔ امام محمد بن شیبانی کی الجامع الکبیر کی شرح ۔

۳ : الجامع الصغیر

۴ : شرح المختصر الکرخی

۵ : شرح المختصر الطحاوی

٦ : شرح الاسماء الحسنٰی

۷ : شرح ادب القاضی للخصاف

۸ : فتاوی جصاص

۹ : احکام القرآن (۱۱)

اس وقت مدثر الذکر کتاب (احکام القرآن) کا تعارف مقصود ہے ۔ اس لئے باقی آٹھ کتابوں کے صرف اسماء کی نشان دہی پر اکتفاء کیا ۔

احکام القرآن: احکام القرآن کے بارے میں سب سے پہلی اور بنیادی بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ وہ بیک وقت تفسیر قرآن بھی ہے اور احکام فقہ کا مستند اور گراں قدر ذخیرہ بھی ۔

ابن الندیم نے جصاص کی احکام القرآن کے علاوہ مزید دس ایسی تفاسیر کا حوالہ دیا ہے جو فقہی نقطہ نظر سے لکھی گئیں ۔ لیکن بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ان دس تفاسیر میں جامعیت اور فقہاء کی کثرت آراء کے اعتبار سے کوئی بھی تفسیر، جصاص کی احکام القرآن پر فوقیت نہیں رکھتی ۔ حتیٰ کہ اس کے بعد اسی موضوع اور اسلوب پر بھی جو تفاسیر لکھی گئیں ان میں صرف امام محمد بن احمد انصاری قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن، جصاص کی احکام القرآن کے مقابلے میں زیادہ جامع اور ضخیم ہے ۔ اس کا اسلوب بھی نسبتاً سہل اور دل کش ہے ۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کا زمانہ تالیف کم وبیش تین سو برس بعد کا دور ہے ۔

احکام القرآن کے خصائص وامتیازات:

احکام القرآن جصاص کے خصائص اور امتیازات کے ذکر سے پہلے ایک عمومی بات کہنے کی اجازت چاہوں گا ۔

یہی بات میں نے الہدایہ کے تعارف میں کہی تھی ۔ وہ اس پر بھی منطبق ہوتی ہے :

"علوم وفنون کی تاریخ میں یہ بات کم دیکھنے میں آئی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ کسی کتاب کی اہمیت وافادیت میں کمی کے بجائے اضافہ ہوتا رہے ۔ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ اچھی سے اچھی کتاب کی بھی ایک مدت ہوتی ہے ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت وافادیت میں کمی ہوتی رہتی ہے ۔ لیکن الہدایہ کی صورت حال بالکل مختلف ہے ۔ یہ کتاب چھٹی صدی ہجری میں لکھی گئی اور آٹھ صدیوں کی طویل مدت گزرنے کے بعد نہ اس کی اہمیت میں کوئی کمی آئی اور نہ اہل علم اس سے بے نیاز ہوئے" ۔(۱۲)

احکام القرآن چوتھی صدی ہجری میں لکھی گئی ۔ اب ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا لیکن اس طویل مدت میں کوئی ایسی فقہی تفسیر نہیں لکھی گئی جو جصاص کی احکام القرآن کی اہمیت وافادیت میں کمی کا سبب بنتی ۔

امام قرطبی نے جصاص کے تین سو برس بعد اسی انداز سے آیات الاحکام کی تفسیر لکھی جو نسبتاً زیادہ ضخیم ہے ' نیز جصاص کی احکام القرآن کی نسبت سہل بھی ہے لیکن اس کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ قرطبی کی الجامع لاحکام القرآن کی اہمیت وافادیت میں کمی کا سبب نہیں بن سکی ۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ جصاص حنفی نقطہ نظر کی نمائندگی کرتے ہیں اور قرطبی مالکی نقطہ نظر کی ۔ لیکن قرطبی کے مقابلے میں جصاص اپنے امام یا آئمہ کے نقطے نظر کو ثابت کرنے میں زیادہ سرگرم نظر آتے ہیں ۔

اس کی ترتیب وہی ہے جو عام تفاسیر قرآن کی ہے ۔ یعنی سورہ الفاتحہ سے تفسیر کی ابتداء ہوتی ہے اور سورہ الناس پر ختم ہوتی ہے ۔ موضوعات کو ترتیب کی بنیاد نہیں بنایا ۔ اس کے اور دوسری عام تفاسیر کے درمیان ایک بنیادی فرق ہے ' اور وہ ہونا ضروری تھا ۔ وہ یہ ہے کہ اس میں ہر آیت کی تفسیر بیان نہیں کی گئی جیسا کہ عام تفسیروں میں تقریباً ہر مشکل یا وضاحت طلب آیت کی تشریح کی جاتی ہے خواہ وہ عقائد سے متعلق ہو یا عبادات سے ' اس

کا تعلق احکام و مسائل سے ہو یا واقعات و قصص سے ۔

جصاص نے صرف ان آیات کی توضیح و تشریح کی ہے اور ان کو موضوع بحث بنایا ہے جن کا تعلق احکام سے ہے ۔ ان کا مقصود بھی آیات الاحکام کی تفسیر ہے نہ کہ پورے قرآن کی جیسا کہ خود کتاب کا نام اس بات کو ظاہر کررہا ہے ۔ اس نقطہ نظر سے جو تفاسیر لکھی گئیں ان سب کو احکام القرآن ہی سے موسوم کیا گیا ۔ مثلاً :

الف : امام محمد بن ادریس الشافعی کی احکام القرآن

ب : احکام القرآن ۔ اسماعیل بن اسحاق قاضی

ج : احکام القرآن ۔ احمد بن معذل

د : احکام القرآن ۔ یحیٰی بن آدم

ہ : احکام القرآن ۔ یحیٰی بن اکثم

و : احکام القرآن ۔ ابو ثور ابراھیم بن خالد ۔(۱۳)

ن : الجامع لاحکام القرآن ۔ محمد بن احمد الانصاری القرطبی

اس بات کو جصاص کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے کہ جہاں وہ یہ دیکھتے ہیں کہ حنفی نقطہ نظر کو وسیع تر بنیاد پر مخالفت کا سامنا ہے وہاں وہ اپنے مخالفین کو مکالمے کے انداز میں سمجھانے اور امام ابو حنیفہ کے مسلک کا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ قیل اور قال سے ان کا مکالمہ دیر تک جاری رہتا ہے ۔ حنفی نقطہ نظر سے کو ثابت کرنے کے لئے وہ احادیث اور آثار صحابہ پیش کرتے ہیں ۔ مخالفین اپنے دلائل میں جو احادیث پیش کرتے ہیں ان پر نقد و جرح کرتے ہیں ۔ امام فخر الدین رازی کا تجزیہ یہ ہے کہ جصاص سب سے زیادہ مخالفت امام شافعی کی کرتے ہیں ' ان کے اقوال و آراء کے رد میں زیادہ کوشش کرتے ہیں ۔

جن مسائل میں ابو یوسف ' محمد بن حسن شیبانی اور زفر بن ہذیل کی آراء امام ابو حنیفہ کی رائے سے مختلف ہوتی ہیں وہاں جصاص امام ابو حنیفہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں ۔

ایک مسئلہ میں مختلف فقہاء کی آراء نقل کرنے بعد جصاص جب اپنی رائے پیش کرتے ہیں تو "قال ابو بکر" کہہ کر اس کی وضاحت کرتے ہیں ۔

جہاں صرف "قال" کہہ کر کوئی رائے نقل کرتے ہیں وہ ان کے استاد امام ابو الحسن کرخی کی رائے ہوتی ہے ۔

"قال اصحابنا" سے مراد ابو حنیفہ ' ابو یوسف ' محمد بن حسن شیبانی ' کرخی ' طحاوی اور دیگر اکابر فقہائے احناف ہوتے ہیں ۔

جن فقہاء کی فقہی آراء نقل کرتے ہیں ' اکثر مقامات پر اس کی وضاحت اور نشان دہی کرتے ہیں کہ ان ان کا تعلق کسی علاقے سے ہے ۔ فقہائے مکہ میں سے ہیں یا فقہا کے مدینہ میں سے ' یا ان کا تعلق عراقی مکتب فقہ سے ہے ۔ مثلاً فقہی آراء یوں نقل کرتے ہیں :"قال الحسن وطاوس ونافع وعبدالرحمٰن الاعرج ' ہم اہل مکہ"۔

اس طرح کی وضاحت سے جہاں قاری کے علم میں یہ بات آجاتی ہے کہ اس فقیہ کا تعلق فلاں علاقے سے ہے ' وہاں کسی حد تک یہ اندازہ بھی ہوجاتا ہے کہ فلاں مسئلہ میں فلاں علاقے کے فقہاء کا نقطہ نظر کیا ہے ۔ ؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ فقہ کے طالب علم کے لئے یہ بات انتہائی اہم ہے خواہ وہ مبتدی ہو یا منتہی ۔

قرآنی لغات کے معانی ومطالب کے تعین میں قدیم عربی شعراء کے اشعار بھی پیش کرتے ہیں ۔اس طریقے کو جصاص سے پہلے ابن جریر طبری (م ۳۱۰ ھ) نے اپنایا تھا۔

جصاص کے بعد امام قرطبی (م: ۶۷۱ھ) نے اپنی تفسیر "الجامع لاحکام القرآن" میں اسی اسلوب کی پیروی کی ۔وہ آیت میں کسی لفظ کے جس معنی کو ترجیح دیتے ہیں اس کے استشہاد میں قدیم عربی شعراء کے اشعار کا حوالہ دیتے

ہیں۔

جصاص نے بالعموم اس طریقے کو اپنایا کہ جب آیت کی تفسیر شروع کرتے ہیں تو سب سے پہلے صحابہ کے تفسیری اقوال (اگر ہوں تو) درج کرتے ہیں، پھر تابعین اور تبع تابعین کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ اس کے بعد فقہاء کی آراء پیش کرتے ہیں۔

کتاب کا اسلوب ابتداء سے انتہاء تک یکساں ہے، اور اسے یقیناً ایک خوبی کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس سے میری مراد یہ نہیں کہ انداز بیان سہل ہے۔ قرطبی اور ابن العربی کی بہ نسبت جصاص کا اسلوب خاصا مشکل ہے جہاں معروف اور مسلمہ فقہی مسالک میں سے اگر کسی ایک فقہی مسلک یا فقیہ کی رائے کسی دوسرے فقیہ یا متعدد فقہاء کی رائے سے مطابقت رکھتی ہے وہاں اس کی نشان دہی کرتے ہیں کہ: حسن، طاوس اور نافع کی جو رائے ہے وہی امام مالک بن انس کی بھی ہے (مثلاً)۔

بعض مسائل میں ایک فقیہ اور مجتہد کی دو مختلف آراء ہوتی ہیں۔ عموماً ایک ابتدائی دور کی، ایک بعد کے دور کی۔ امام شافعی کو اس صورت حال سے زیادہ دوچار ہونا پڑا۔ ان کی فقہی زندگی کے دو دور ہیں۔ ایک عراقی اور ایک مصری، زمانے اور علاقے کے اختلاف کے سبب بعض اجتہادی مسائل میں ان کی ایک سے زائد آراء ہیں۔ اکثر کتب فقہ میں ان کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جصاص نے بھی کافی حد تک اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ اگر کسی فقیہ اور مجتہد کی کسی اجتہادی مسئلے میں ایک سے زائد آراء ہیں قرآن کی وضاحت کی ہے۔

کسی مسئلے میں اگر امام ابو حنیفہ اور امام مالک بن انس ہم رائے ہوتے ہیں تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔ امام شافعی کی رائے کا بھی اگر ان کے ساتھ تطابق ہوجائے تو اس کی بھی نشان دہی کرتے ہیں۔ قاری احکام القرآن میں ایک خاص بات یہ محسوس کرتا ہے کہ جصاص جہاں معروف اور مسلمہ فقہاء یعنی ابو حنیفہ، مالک اور شافعی کی

آراء نقل کرتے ہیں وہاں چوتھے فقہی مسلک کے امام احمد بن حنبل کی آراء نقل نہیں کرتے حالانکہ ان فقہاء کی آراء بھی کثرت اور اہتمام سے نقل کرتے ہیں جن کا کوئی مستقل فقہی مسلک نہیں ہے یا تھا اور بعد میں ختم ہوگیا جیسے اوزاعی 'طبری اور مبث بن سعد وغیرہ ۔ اس کی ایک ہی وجہ معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ جصاص بھی ابن عبدالبراور خلدون کی طرح احمد بن حنبل کو فقیہ اور مجتہد تسلیم نہیں کرتے ۔ صرف محدث مانتے ہیں ۔

احکام القرآن جصاص کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ ان مسائل میں جہاں فقہاء کی آراء مختلف ہیں 'وہاں امام ابو حنیفہ 'امام مالک 'امام شافعی 'امام محمد بن حسن شیبانی 'قاضی ابو یوسف 'اور امام زمزبن بزیل کی آراء کے علاوہ ان فقہاء کی آراء بھی نقل کرتے ہیں جن پر مشتمل کتابیں یا تو ابھی شائع نہیں ہوئیں یا اگر ہوئی ہیں تو عام اہل علم کی ان تک رسائی نہیں ہے ۔

جہاں اکثر فقہاء کسی ایک رائے پر متفق ہوں تو اسے نقل کرنے کے بعد جصاص کہتے ہیں "قد حصل اتفاق السلف" (اس معاملے میں فقہائے سلف کا اتفاق ہے ۔) اس اسلوب کو اپنا کر وہ یہ اشارہ بھی کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی اپنی رائے بھی یہی ہے ۔

قرآن کریم میں بعض احکام ومسائل کے بارے میں ایک سے زائد آیات ہیں مثلاً حرمت میتہ 'شرب خمر 'قتل ناحق ۔ ایسے مقامات پر جصاص کا طریق کار یہ ہے کہ وہ پہلی آیت کی تفسیر میں اس آیت سے ماخوذ و مستنبط احکام کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں اور اس حکم اور مضمون سے متعلق دوسری یا تیسری آیت آتی ہے تو وہاں اجمال واختصار سے کام لیتے ہیں ۔ فقہی مسالک اور ان کے ادلہ کی تفصیل پہلی آیت کی تفسیر اور تشریح کے ضمن میں بیان کرتے ہیں ۔

حنفی نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لئے جو حدیث پیش کرتے ہیں وہ اگر ایک سے زائد طریقوں سے منقول ہے تو

تمام طریقوں اور سندوں کے ساتھ نقل کرتے ہیں ۔ بظاہر اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے دلائل میں وزن پیدا کیا جاسکے ۔

بلکہ بعض اصول مباحث میں بھی بھرپور حصہ لیا' اور اپنی رائے کا اظہار کیا ہے مثلاً ناسخ ومنسوخ کی بحث میں جہاں فقہاء اور اصولیین نے شدت سے اختلاف کیا ہے 'اور اس مسئلے پر خاصا معرکہ رہا ہے کہ قرآن کو قرآن ہی منسوخ کرسکتا ہے یا کسی قرآنی حکم کو سنت بھی منسوخ کرسکتی ہے ۔

امام شافعی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن کو قرآن ہی منسوخ کرسکتا ہے ۔ کوئی قرآنی حکم ۔ سنت سے منسوخ نہیں ہوسکتا ۔ جصاص نے اس رائے کو بہت مدثر اور مدلل طریقے سے رد کیا ہے ۔ انہوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن 'سنت کے ذریعے منسوخ ہوسکتا ہے 'دلائل اور امثال ونظائر کا انبار لگا دیا ہے ۔(۱۴)اس بحث سے انہوں نے بالواسطہ یہ بھی ثابت کردیا کہ وہ صرف مفسر قرآن ہی نہیں ہیں 'ان کی احکام القرآنی کا مطالعہ کرنے والوں کو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ "اصولی" بھی ہیں ۔

جصاص نے امام ابو حنیفہ کے فقہی مسلک کی بہت بھرپور نمائندگی کی ہے اور تمام اختلافی مسائل میں ان کا دفاع کیا ہے ۔ اس سے بعض اہل علم نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ مقلد محض تھے ۔ لیکن بہت سے اہل علم وفضل نے ان کو مجتہدین کے تیسرے طبقے یعنی "مجتہد فی المسائل" میں شمار کیا ہے ۔ اور فقہائے احناف میں ان کے استاد کرخی اور امام ابو جعفر طحاوی کے بعد ان کا نام درج کیا ہے (۱۵)۔

احکام القرآن جہاں فقہ حنفی کی بہت بڑی خدمت ہے وہاں دوسرے فقہی مسالک کی نمائندگی کا بھی اس نے حق ادا کیا ہے ۔

کسی ایک فقہی مسلک کو ترجیح دینا الگ بات ہے لیکن اس کے ساتھ اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں کہ

مختلف فیہ مسائل میں فقہائے احناف کے علاوہ دوسرے مسلمہ اور غیر مسلمہ فقہی مسالک کا نقطہ اور آراء تک بھی اس کے ذریعے اہل علم کی رسائی ہوگئی ہے۔

برصغیر پاک وہند میں جو ضخیم اور قابل ذکر تفاسیر اردو زبان میں لکھی گئیں ان میں بطور خاص چار تفاسیر میں احکام القرآن جصاص کے حوالے بہت کثرت سے ہیں 'ان اردو تفاسیر میں جصاص کی حیثیت بلاشبہ ایک بنیادی ماخذ ومصدر کی ہے۔

۱ :	معارف القرآن۔	مفتی محمد شفیع (متوفی :۱۹۷۶ء)
۲ :	معارف القرآن۔	مولانا محمد ادریس کاندھلوی (متوفی :۱۹۷۴ء)
۳ :	تفہیم القرآن۔	مولانا سید ابو الاعلی مودودی (متوفی :)
۴ :	ضیاء القرآن۔	پیر محمد کرم شاہ الازہری

احکام القرآن سب سے پہلے ترکی کے اس وقت کے دارالخلافہ قسطنطنیہ (جس کا نام بعد میں استنبول ہوگیا) سے ۱۳۳۵ھ میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر محمد اکرم جاجب کا کہنا کہ : " احکام القرآن سب سے پہلے ۱۹۲۸ء میں مصر سے شائع ہوئی" درست نہیں ہے۔(۶)

۱۹۲۸ء کا مطلب ۱۳۴۷ھ ہے۔ جبکہ ترکی ایڈیشن پر ۱۳۳۵ھ سال طباعت درج ہے۔ جوکہ ۱۹۱۵ء یا ۱۹۱۶ء بنتا ہے۔

یہ ایڈیشن تین جلدوں پر مشتمل ہے، جس کی تفصیل اس طرح ہے :

جلد اول	صفحات	:	۵۴۰
جلد ثانی	صفحات	:	۵۰۵

جلد ثالث	صفحات :	۴۸۷

اسی ایڈیشن کا عکس سہیل اکیڈمی لاہور نے ۱۹۸۰ء/۱۴۰۰ھ میں شائع کیا۔

استاد محمد الصادق قمحاوی (الازہر) کی تحقیق کے کے ساتھ داراحیاء التراث العربی بیروت سے اس کا ایک ایڈیشن ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا' یہ ایڈیشن پانچ جلدوں پر مشتمل ھے 'جس کی تفصیل اس طرح ہے:

جلد اول۔	صفحات :	۴۰۴
جلد ثانی۔	صفحات :	۳۷۶
جلد ثالث۔	صفحات :	۳۷۷
جلد رابع۔	صفحات :	۴۰۱
جلد خامس۔	صفحات :	۳۸۰

مجھے اس ایڈیشن میں تحقیق وتدوین کی کوئی بات نظر نہیں آئی 'بجز اس کے کہ قرآنی آیات کو قوسین میں کردیا ہے اور ٹائپ قدرے جلی ہے جس کے سبب چار سو چھ صفحات کا اضافہ ہوگیا۔ نہ پیراگرانی 'نہ تعلقات ہیں 'نہ رجال 'اماکن وغیرہ کا اشاریہ 'حتیٰ کہ مکمل فہرست مضامین بھی نہیں ہے۔ حالاں کہ یہ اضافے تدوین کا بنیادی حصہ ہیں 'اسی عمل کو اہل علم تدوین سے تعبیر کرتے ہیں۔ کتابت یا ٹائپ جلی کردینے سے کسی کتاب کو مدونہ نہیں کہا جاسکتا۔

حواشی حوالہ جات

۱ ☆ بغدادی : احمد بن علی الخطیب۔ تاریخ بغداد۔(طبع: ۴/ ۳۱۴)۔

۲ ☆ سمعانی : کتاب الانساب (طبع: حیدر آباد دکن ۱۳۲۲ھ) ۱/ ۸۴

۳ ☆ دہخدا ۔ لغت نامہ (طبع :تہران ۱۳۱۵ ھ) ۔ ض :۳۷۸ ۔

۴ ☆ عبدالحی لکھنوی ۔ الفوائد البہیہ (طبع :)ص :۲۸

۵ ☆ ایضاً نیز : تاج التراجم (ابن قطلوبغا) ۔ ص :۲

۶ ☆ تاریخ بغداد ۔ ۴ر۳۱۴

۷ ☆ ابن الندیم ۔الفہرست (طبع :لندن ۱۹۷۰ ء)، ار۱۱

۸ ☆ جصاص ۔ احمد بن علی الرازی ۔ احکام القرآن (طبع :لاہور ۱۹۸۰ ء) ار۳ ۔ مقدمہ

۹ ☆ تاریخ بغداد ۔ ۴ر۳۱۴

۱۰ ☆ محمد اکرم ۔ ڈاکٹر ۔ مقالہ : ابو بکر الجصاص اور احکام القرآن

۱۱ ☆ الفوائد البہیہ ۔ ص :۲۸

۱۲ ☆ محمد میاں صدیقی ۔ مقالہ :"برھان الدین وغنیانی اور ان کی کتاب الہدایہ" (طبع :مجلّہ فکر ونظر اسلام آباد ۔ جولائی ۔ ستمبر ۱۹۸۷ ء) ۔ ص :۶۹ ۔

۱۳ ☆ الفہرست (ابن الندیم) ۔ ص :۸۵

۱۴ ☆ احکام القرآن (جصاص) ۔ ار۵۹ ۔۶۱

۱۵ ☆ الفوائد البہیہ ۔ ص :۲۸

۱۶ ☆ حاشیہ نمبر :۱۰ کے تحت ان کے جس مقالے کا حوالہ دیا گیا ہے ' اس میں انہوں نے یہ بات کہی ہے ۔ دیکھیے مقالہ کا صفحہ نمبر : ۹ ۔